سرکاری رپورٹ

دسواں اجلاس

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ پنجشنبہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	۲
۲	وقفہ سوالات	۳
۳	رخصت کی درخواستیں	۱۱
	بہ سلسلہ	
۴	تحریک التوا۔ (منجانب :۔ نواب محمد اسلم رئیسانی۔ بہ سلسلہ :۔ سالانہ اور فوری ترقیاتی کاموں پر عملدرآمد نہ ہونا	۱۳
۵	غیر سرکاری کارروائی :۔ ملک محمد سرور خان کی جانب سے معدنی مراعات (منسوخی) ہم کا مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۹ء مسودہ قانون نمبر ۱۱۔ ایوان میں پیش کرنے کا ارادہ جام یوسف وزیر صنعت کی یقین دہانی پر محرک نے اپنا غیر سرکاری بل واپس لے لیا	۲۹
	قراردادیں :۔ (۱) منجانب مسٹر حسین اشرف بلوچ۔ بہ سلسلہ او جی۔ ڈی۔ سی اور پی۔ ایم۔ ڈی۔ سی کے صدر دفاتر کی صوبہ بلوچستان منتقلی منظور کی گئی۔	۳۴

جلد دہم — شمارہ ہفتم

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا

دسواں اجلاس مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ بروز پنجشنبہ

زیرِ صدارت

ڈپٹی اسپیکر، جناب عنایت اللہ خان بازئی، اسمبلی ہال کوئٹہ
میں گیارہ بجکر چالیس منٹ قبل دوپہر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ
از
مولوی عبدالمتین آخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ ـــ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ ـ

صدق اللہ العظیم ـ

راست بازوں کی تحقیر اور ایمان والوں کا تمسخر ان لوگوں کا شیوہ ہے | جب یہ لوگ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو (دعوتِ حق پر) ایمان لاچکے ہیں تو کہتے ہیں، ہم ایمان لائے۔ لیکن جب اپنے شیطانوں کے ساتھ اکیلے میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور ہمارا اظہار ایمان اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ہم تمسخر کرتے تھے (یہ لوگ ایمان کے معاملے میں تمسخر کرتے ہیں۔ حالانکہ) حقیقت یہ ہے کہ خود انہی کے ساتھ تمسخر ہو رہا ہے کہ اللہ (کے قانونِ جزاء) نے رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے، اور سرکشی (کے طوفان) میں بہکے چلے جا رہے ہیں! (یقین کرو) یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی۔ لیکن نہ تو ان کی تجارت فائدہ مند نکلی، نہ ہدایت ہی پر قائم رہے!

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

اب وقفہ سوالات ہے۔ پہلا سوال میر دوست محمد حسنی صاحب کا ہے۔

۱۴۸- میر دوست محمد حسنی

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال ۸۸-۱۹۸۷ء میں خاران، دالبندین روڈ کی مزید توسیع اور چڑھائی کی کٹائی کے لئے مبلغ ۱۵ لاکھ روپے منظور ہوئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ پر صرف کٹائی کا کام بمقام چڑھائی بانیکان چند سو بلڈوزر گھنٹے کام کیا گیا ہے جس کی مالیت دو لاکھ روپے کے قریب ہے۔ اور بقایا تمام رقم خورد برد کر لی گئی ہے جس کی شکایت عوام نے بارہا حکام بالا سے کی ہے؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اس خورد برد کی کوئی تحقیقات کرائی ہے اور ذمہ دار افسران اور ٹھیکیداروں کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

میر ہمایوں خان مری وزیر مواصلات و تعمیرات۔ (موجود نہ تھے)

(ممبر متعلقہ کی خواہش پر جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔)

جزو الف، ب و ج کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات کو سال ۸۸-۱۹۸۷ء میں خاران دالبندین روڈ کی مزید توسیع اور چڑھائی کی کٹائی کے لیے کوئی رقم نہیں دی گئی بلکہ مذکورہ روڈ کی توسیع وغیرہ کا کام ڈپٹی کمشنر ضلع خاران کے ذریعے ہوا ہے مزید تفصیلات کے لیے ڈپٹی کمشنر خاران سے دریافت کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

چونکہ میں آج اسپیکر کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں لہٰذا میں اپنے سوال ۱۵۷ اور

۱۵۸ واپس لیتا ہوں۔ اب مسٹر حسین اشرف اپنا سوال پوچھیں ۔

۱۳۵۔ مسٹر حسین اشرف بلوچ۔

کیا وزیر خوراک و ماہی گیری ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان کے ساحلی علاقوں سونمیانی اور ماڑہ کلمت اور پسنی کے سمندری حدود میں صوبہ سندھ کے علاقہ کراچی سے ماہی گیروں کی لانچیں غیر قانونی طور پر گجا (wire nets) یعنی (WIRENETE) کا استعمال کرتے ہیں جسکی وجہ سے بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں مچھلی کی تخم کشی ہو رہی ہے۔ اور بلوچستان کے غریب ماہی گیروں کا رزق بھی مارا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلوچستان، سمندری ماہی گیری آرڈیننس ۱۹۷۱ء Balochistan (Sea Fisheries ORD 1971) کے تحت ساحل سمندر کے ۱۲ میل کے اندر اندر گجا مارنا قانونی جرم ہے۔

(ج) اگر جزو (الف، ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مچھلیوں کی تخم کشی کی روک تھام کے لیے حکومت کیا تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ نیز سال ۱۹۸۹ء کے دوران مذکورہ بالا آرڈیننس کے تحت کتنی لانچیں پکڑی گئی ہیں؟ اور کتنے ملاحوں کو سزائیں ہوئیں، تفصیل دیجائے؟

مسٹر محمود طارق کھیتران وزیر خوراک و ماہی گیری۔

(۹) یہ درست ہے کہ بلوچستان کے ساحلی علاقوں سونمیانی اور ماڑہ، کلمت، اور پسنی
کے سمندری حدود میں صوبہ سندھ کے علاقہ کراچی سے نہ صرف ماہی گیروں کی لانچیں بلکہ
ٹرالر بھی غیر قانونی طور پر گجا Gujja اور ٹرال نیٹ (Wirenets) سے
بھی شکار کرتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے، مزید برآں ٹرالنگ بھی اسی طرح ان حدود میں ممنوع ہے۔

(ج) محکمہ ماہی گیری بلوچستان کے پاس صرف دو عدد گشتی کشتیاں ہیں، سال ۱۹۸۹ء میں ۱۳ عدد
لانچوں کے ۱۳۳ افراد کو سزائیں دی گئی ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے حکومت بلوچستان مزید
۴ عدد گشتی کشتیوں کی تعمیر کروا رہی ہے۔ جن سے غیر قانونی ماہی گیری پر کنٹرول ممکن
ہو سکے گا۔

نمبر شمار	نام ٹرالر/لانچ	کوڈ یا رجسٹریشن نمبر	مقام چالان	فیصلہ عدالت عالیہ ایس۔ ڈی ایم۔ پسنی
۱	ٹرالر ال ابن الحسین	۲۸۳۰۱۰	پسنی	ناخدا ۲۰۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰۰/- روپے، ۱۵ خلاسی بحساب ۲۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ کیا گیا۔
۲	〃 الابرار	۲۷۰۲۷	پسنی	ناخدا ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰/- روپے، ۱۰ خلاسی بحساب ۲۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ
۳	〃 الجبل	۲۷۹۰۶	〃	ناخدا ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰/- روپے، ۱۲ خلاسی بحساب ۲۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ
۴	〃 الصالح	۲۸۶۹۶	〃	〃 ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰/- روپے، ۱۳ خلاسی بحساب ۲۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ
۵	〃 الامار	۱۵۸۳۹	〃	〃 ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰/- روپے، ۱۰ خلاسی بحساب ۲۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ
۶	〃 اپاسان	۲۱۲۸۳	〃	〃 ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰/- روپے، خلاسیوں کو کوئی جرمانہ نہیں کیا گیا۔
۷	〃 الجلال	۲۱۸۸۷	〃	〃 کوئی جرمانہ یا سزا نہیں دی گئی۔ انہیں سخت تنبیہ کی گئی
۸	〃 امپیرل	۲۵۲۱۹	〃	〃 ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰/- روپے جرمانہ خلاسیوں کو کوئی جرمانہ یا سزا نہیں دی گئی۔
۹	〃 الشہزاد	۸۴۵۰-B	〃	〃 ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۲۰۰/- روپے جرمانہ، خلاسیوں کو کوئی جرمانہ نہیں کیا گیا۔
۱۰	〃 الیقنطی	۴۳۳۹-B	اورماڑہ	〃 ۳۰۰/- روپے، ڈرائیور ۵۰۰/- روپے، ۸ خلاسی بحساب ۱۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ
۱۱	〃 الانوری	۸۱۰۶۳	〃	〃 ۳۰۰/- روپے ڈرائیور ۲۰۰/- روپے، ۱۲ خلاسی بحساب ۱۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ
۱۲	〃 واٹرمنٹ الحبیب	۱۰۹۳۹	〃	〃 ۵۰۰/- روپے ڈرائیور ۳۰۰/- روپے، ۲۰ خلاسی فی خلاسی ایک ایک ماہ قید سزا
۱۳	〃 واٹرمنٹ الدردار	۱۰۸۶	〃	〃 ۵۰۰/- روپے، ڈرائیور ۳۰۰/- روپے، ۱۲ خلاسی بحساب ۳۰۰/- روپے فی خلاسی جرمانہ

جناب ڈپٹی اسپیکر

کوئی ضمنی سوال ؟

مسٹر حسین اشرف بلوچ ۔ (ضمنی سوال)

جناب والا ! کیا حکومت بلوچستان سندھ حکومت سے رابطہ کر رہی ہے ؟

وزیر خوراک و ماہی گیری ۔

جناب والا ! ان کو سزائیں دینا ہی ایک رابطہ ہے ۔ کیونکہ سندھ کی حکومت خود انہیں چھڑانے کے چکر میں مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو وہ خود ہی انہیں تنبیہ کرے اگر ہم ان سے کچھ کہیں گے تو یہ ہماری کمزوری تصور ہو گی ۔

مسٹر حسین اشرف بلوچ ۔

جناب والا ! جو لانچ حکومت بلوچستان کی ہیں وہ کتنے هارس پاور انجن کی ہیں ؟

وزیر خوراک و ماہی گیری ۔

میرے خیال میں وہ ۴۰ هارس پاور کی ہیں یا ۷۰ هارس پاور کی ہیں ؟

مسٹر حسین اشرف بلوچ۔

جناب والا! میرے خیال میں جو لانچ گجا کرتے ہیں وہ ہارس پاور میں اس سے زیادہ ہیں۔ اور طاقت ور ہیں ایسی ہزاروں لانچیں بھاگ جاتی ہیں اس میں سے کبھی کبھار ایک آدھ پکڑی جاتی ہے۔

وزیر خوراک و ماہی گیری

جناب والا! اس کے سدباب کے لیے ہم اس میں طاقت اور انجن لگائیں گے۔ جو گجا کے نیٹ کے مقابلے میں زیادہ اسپیڈی ہوں گی۔

مسٹر حسین اشرف بلوچ۔ (ضمنی سوال)

جناب والا! گوادر اور جیونی میں کنارے سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر گجا ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کیا کر رہی ہے۔

وزیر خوراک و ماہی گیری۔

جناب والا! آپ موجودہ حالات کی بات کر رہے ہیں۔

مسٹر حسین اشرف بلوچ۔ جی ہاں! اس وقت بھی ہو رہا ہے۔

وزیر خوراک و ماہی گیری۔

جناب والا! تو انشاء اللہ میں آج ہی کمشنر مکران سے اس سلسلہ میں بات کر دوں گا۔ شکریہ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔

جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ بلوچستان کا ساحلی علاقہ ہے جہاں کبھی کبھار غیر ملک کے ٹرالر مچھلی پکڑتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ کیا سدباب کر سکیں گے۔

وزیر خوراک و ماہی گیری۔

جناب والا! جب ہم اپنے دوسرے صوبوں کو نہیں چھوڑتے تو غیر ممالک کو کیسے چھوڑیں گے۔ اگر کوئی چوری سے کر جائے جیسا کہ حسین اشرف صاحب نے کہا ہمارے جو رین انجن جو سمندر میں پہرہ دیتے ہیں کم تھے ان کی تعداد دو تھی اب چار مزید بن رہے ہیں اور عنقریب آنے والے ہیں۔ انہوں نے ان کی اسپیڈ کی بات کی تھی فارن ٹرالر یعنی رشین ٹرالر ۷۳۔۱۹۷۴ میں آئے تھے مجھے یاد ہے اس کے بعد کورین بھی آئے تھے اس کے مقابلے کے لیے جتنا ہم سے ہو رہا ہے ہم کر رہے ہیں

ہمیں اپنے فنانس کو بھی دیکھنا ہے۔

رخصت کی درخواستیں

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

سکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

مسٹر اختر حسین خان سیکرٹری اسمبلی:۔

میر ہمایوں خان مری وزیر مواصلات و تعمیرات کے چچا سردار علی احمد مری فوت ہو گئے ہیں اس لیے میر ہمایوں خان مری نے درخواست کی ہے کہ انہیں آج سے ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء تک کے لیے اجلاس سے رخصت دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔

جناب ارجن داس بگٹی ایم پی اے نے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں آج یعنی ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔

بیگم حکیم لچھن داس ایم پی اے نے گھریلو مصروفیت کی بنا پر ۱۰ اکتوبر سے ۱۲ اکتوبر ۸۹ء تک کے لیے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔ (رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔

مولوی جان محمد صاحب نے بوجہ علالت آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔

مولوی عبدالسلام صاحب وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ بورا لائی میں ضروری کام کی وجہ سے مصروف ہیں جس کی بنا پر انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

تحریک التواء

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

اس کے بعد تحریک التواء نواب محمد اسلم رئیسانی اپنی تحریک التواء پیش کریں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی۔

جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ حالیہ سالانہ ترقیاتی پروگرام اور فوری ترقیاتی

پروگرام پر کوئی عملدآمد نہیں ہو رہا ہے جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی ہے اور منتخب رکن اسمبلی کی وجہ سے عوام اپنے ترقیاتی اسکیمات کے متعلق ہم سے پوچھتے رہتے ہیں اور ہم ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے ہیں اس لئے گذارش ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

تحریک یہ ہے کہ حالیہ سالانہ ترقیاتی پروگرام اور فوری ترقیاتی پروگرام پر کوئی عملدآمد نہیں ہو رہا ہے جسکی وجہ سے عوام میں بے چینی ہے اور منتخب رکن اسمبلی کی وجہ سے عوام اپنی ترقیاتی اسکیمات کے متعلق ہم سے پوچھتے رہتے ہیں اور ہم ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس لئے گذارش ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی۔

جناب والا! آپ اجازت دیں کہ میں اپنی تحریک التواء کے بارے میں کچھ کہوں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔ (پوائنٹ آف آرڈر)

جناب والا! پہلے تو حکومتی پارٹی سے کوئی وزیر صاحب اس کو منظور کرے یا اس کی مخالفت

کرے۔ پھر اس کے مطابق معزز ممبران کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ تقریر کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔

ہمارے رولز میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سعید احمد ہاشمی وزیر قانون پارلیمانی امور۔

جناب والا! ہمارے رولز میں اجازت ہے معزز ممبر بھی بات کر سکتا ہے۔ پھر سرکاری بنچوں سے بات ہوتی ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی۔

جناب والا! اب میں اپنی تحریک التواء کے بارے میں کچھ کہوں گا۔ مجھے پتہ ہے وزیر قانون صاحب اس کی مخالفت کریں گے۔ اس کو نامنظور کرنے کے لیے رولز کا حوالہ دیں گے اور اس تحریک التواء کو ناک آؤٹ کرنے کے لیے ٹیکنیکی بنیادوں کو سہارا لیں گے میں اپنی تحریک التواء کے بارے میں وضاحت کر دوں گا۔ رولز آج وزیر قانون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ بتائیں گے۔ ہم تو فی الحال حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:-

آپ اس کی منظوری کے لیے بات کریں۔

ملک سرور خان کاکڑ:-

جناب والا! ہم قاعدہ ۷۲۔ ب کے تحت بات کرنا چاہتے ہیں اسمبلی کے رولز کے تحت اس پر ممبران بحث کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:-

پہلے نواب اسلم رئیسانی صاحب بات کریں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی:-

جناب والا! جن عوام نے ہمیں ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے ہمارے ساتھی اور دوست اپنی ترقیاتی اسکیموں کے بارے میں ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے ترقیاتی اسکیمات کا کیا ہوا ہے۔ یہ اسکیمات ہم نے اسے ڈی پی کے لیے بنا کر دی ہیں اب تک ان پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ اور ہم حزب اختلاف والوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ اور حزب اقتدار کے ممبران اپنی اسکیموں پر کام کرا بھی رہے ہیں

لیکن ہماری ترقیاتی اسکیموں پر کام نہیں ہو رہا ہے۔ ۱۹۸۸ء میں ایک ترقیاتی اسکیم واٹر سپلائی ڈرنگر کیلئے تھی اور اب تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے ڈرنگر اور ایک دوسرے علاقے کے لیے رقم بھی بھیجے گئے تھے مگر نامعلوم وجوہ کی بنا پر ان کو بھی واپس لے لیا ہے۔ اور تیز رفتار ترقیاتی پروگرام پر بھی جس کے لیے ہم نے اسکیمیں دی تھیں اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ میں اس کو سست رفتار ترقیاتی پروگرام کہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:-

اس کے منظور کرنے کے لیے آپ دلائل دیں اس وقت بحث کی اجازت نہیں ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی:-

جناب والا! میں اسی تحریک التواء کے متعلق بات کروں گا۔ ۸۹-۱۹۸۸ء کا تیز رفتار ترقیاتی پروگرام جس کو میں نے سست رفتار پروگرام کا نام دیا ہے۔ اس پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے اس پر بھی پیسے خرچ نہیں ہو رہے ہیں لوگ میرے پاس آتے ہیں مجھ سے اپنی اسکیموں کے متعلق پوچھتے ہیں وہ کوئی بات نہیں جانتے ہیں کہ ہم یہاں حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو ووٹ دیا ہے۔ ہم اپنے لئے ہسپتال مانگتے ہیں، سکول مانگتے ہیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔

جناب والا! ہم اس تحریک التواء کے ذریعے اپنے فالدیوان کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ اسکیمات کے لیے ابتک فنڈز ریلیز نہیں ہو رہے ہیں۔ ہمارے علاقے کے لوگ ترقیاتی کاموں کی بات کرتے ہیں وہ کام چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔

سرور صاحب آپ تو خود قانون جانتے ہیں۔ تحریک پہ بحث نہیں ہو رہی ہے آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی:۔

جناب والا! میں اس تحریک التواء کی مخالفت کرتا ہوں وجوہ بہت سی ہیں لیکن میں ٹیکنیکی بنیادوں پر بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں کہ یہ ایسا عمل نہیں ہے جو آج ہوا ہو یا کل ہوا ہو یہ کام تو کئی مدتوں سے جاری ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اس پر ہاؤس بحث کرے جن معاملات کی طرف آپ نے ہاؤس کی توجہ دلائی ہے اور آپ نے جو اعتراضات کئے ہیں میں ان کے متعلق کچھ کہوں گا۔ سب سے پہلے اے ڈی پی اور فوری ترقیاتی پروگرام کے متعلق کہا ہے۔ اس سلسلے میں

یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ جس بات پر آپ نے اعتراضات کئے ہیں یہ بنیاد غلط ہے۔ جناب والا! اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے ۵۰۰ اسکیمیں تھیں ان میں سے ۲۹۰ ایسی تھیں جو جاری تھیں ان کے لیے ۱۱ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۶۰ فی صد اسکیمات جاری ہیں اور اس کے لیے رقوم بھی مختص کی گئی ہیں اور اس جولائی سے۔ فوری طور پر کام شروع کر دیا گیا۔ باقی ماندہ ۲۰۰ اسکیمیں ہیں۔ نوری ترقیاتی اسکیموں کی تو میں نے پوزیشن واضح کر دی ہے۔ مگر ان ۲۰۰ اسکیموں کی نشاندہی ممبران اسمبلی کے توسط سے کی گئی ہے۔ مگر ہر اسکیم کو کئی مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ پی سی ون کا مرحلہ۔

۲۔ اے ڈی پی سے منظوری۔

۳۔ رقم کی فراہمی۔

۴۔ ٹینڈر کی تشہیر۔

۵۔ ٹینڈر کی منظوری

۶۔ موقع پر کام شروع ہونا۔

جب ان مراحل سے کوئی اسکیم نکل جاتی ہے تو کام شروع ہو جاتا ہے اور پہلے سے جن اسکیموں پر کام چل رہا ہوتا ہے ان کو جاری اسکیمات کہا جاتا ہے۔ پہلے ان کے لیے پیسے

رکھے جاتے ہیں۔ اور اگر ان مراحل کو دیکھیں تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ کہ ہمارے سالانہ ترقیاتی پروگرام اے ڈی پی سے منظور ہو گیا ہے۔ ان میں کئی نئی اسکیمیں ہیں۔ ان اسکیمات کی پوزیشن ایسی ہے ۴۶۰ اسکیموں سے چالیس اسکیمیں ایسی تھیں جس میں کسی پیسے کا مصرف نہیں تھا۔ وہ ایسی تھیں کہ محکمہ کو ہدایت کرنا تھی کہ وہ اپنی کارکردگی بہتر بنائے اور کام مکمل کرے۔ اگر ان چالیس کو نکال دیں تو باقی ۴۲۱ اسکیمیں رہ جاتی ہیں۔ ان میں سے بھی کوئی چالیس اسکیمیں ایسی تھیں جن کی ٹکنیکل رپورٹس اور فزیبلٹی رپورٹس کو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت تھی اور ان کے لئے کئی ایجنسیز ایسی تھیں جس سے ورلڈ بنک۔ دیگر امداد دینے والے ممالک سے رقوم آئی تھی وہ اس میں شامل تھے ان کی فزیبلٹی رپورٹس کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت تھی۔ اور کچھ اسکیمیں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی تھیں اور ہاؤس جانتا ہے کہ ہمارے پاس رگز کم ہیں اور اسکیمیں زیادہ ہیں۔ جیسے جیسے رگز فارغ ہوتی جائیں گی دوسری اسکیموں پہ باری سے دی جائیں گی۔ چند اسکیموں پر کام جاری ہو گیا ہے دوسری اسکیمات کی بھی باری آجائے گی۔ اور یہ رگز پھر دوسری جگہ جائیں گی۔ اس وقت میرے پاس وہ تفصیل بھی موجود ہے کہ ہر محکمہ کے پاس کتنی اسکیمات ہیں اور کن پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور اس وقت جو میں نے اسکیمات بتائی ہیں ان میں نوے فی صد کارروائی ہو چکی ہے۔ پیسے ریلیز ہو چکے ہیں۔ بیشتر اسکیموں کے ٹینڈر اخبارات میں آچکے ہیں اور کئی ٹنڈر منظور بھی ہو چکے ہیں۔ یہ مختلف محکموں کی کارکردگی اور اسکیمات کے بارے میں پراگرس تھی جو میں آپ کو بتا رہا تھا۔

جناب والا! ہم اگر ستمبر سے ترقیاتی پروگرام کی کارکردگی کو دیکھیں تو ایسی کچھ ہمارے

سامنے آئیگی جس سے نہ صرف یہ ایوان بلکہ بلوچستان کے عوام کو بھی مطمئن ہونا چاہیئے۔ اس حکومت نے پہلے کی بہ نسبت ترقیاتی پروگرام پر عملدرآمد کرنے کے لیے تین ماہ میں بڑا کام کیا ہے۔ میرے پاس انیس سو اسی سے لے کر آج تک کے اعداد و شمار ہیں اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کو اگر دیکھیں تو ایک کوارٹر یعنی چار ماہ کے عرصے میں اسکیموں پر عملدرآمد کی پوزیشن یہ ہے کہ سال اُنیس سو اسی اکیاسی میں پانچ پرسنٹ پھر چھ پرسنٹ اسکے بعد بارہ پرسنٹ اور سال اُنیس سو چوراسی پچاسی میں دس پرسنٹ سال اُنیس سو پچاسی چھیاسی میں چار پرسنٹ اسطرح سال انیس سو ستاسی اٹھاسی میں سات پرسنٹ۔ اور پچھلے جون سے جو ختم ہوگیا ہے پانچ پرسنٹ تھا۔ جبکہ ہماری حکومت کے دوران ان پر عملدرآمد تیس پرسنٹ ہے اور سمجھتا ہوں اس سلسلے میں اس تیزی سے شاید ہی بلوچستان کی تاریخ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کبھی بھی اتنا کام نہیں ہوا۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے جیساکہ معزز رکن نے اپنی تحریک التوأ میں ذکر کیا ہے۔ فوری ترقیاتی پروگرام کا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ منتخب نمائندے اپنے اپنے علاقوں میں خود اسکیمات کی نشاندہی کریں۔ مسٹر اسپیکر اسمیں بھی وہ اسکیمات جو معزز اراکین نے پی اینڈ ڈی کو بھیجیں یعنی چالیس ممبران میں سے بیالیس نے۔

میر ظفراللہ خان جمالی:- (پوائنٹ آف آرڈر)

مسٹر اسپیکر سر! وزیر موصوف نے ٹیکنیکل گراؤنڈز پر اس موشن کی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا ٹیکنیکل

گراؤنڈز پر ہی اپنی توجہ مرکوز رکھیں اور اگر تفصیل کی بات آئی تو بعد میں ہم تفصیل بھی دے دیں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:۔

مسٹر اسپیکر سر! تفصیل کا سہارا میں اس لئے لے رہا ہوں کہ شاید میری وضاحت سے میرے فاضل دوست کی تسلی ہو جائے اور وہ اپنی تحریک التوا پر زور نہ دیں ۔ ہم یہ موقع کیوں گنوائیں ۔ لہٰذا ہم اس پہلو کی نشاندہی کرتے ہیں ہم اگر ایسے حقائق سامنے لے آتے ہیں تو شاید میرے معزز دوست اور فاضل رکن اپنی تحریک پر زور نہ دیں ۔

میر ظفر اللہ جمالی:۔

جناب والا! جہاں تک انہوں نے مخالفت کا سہارا ٹیکنیکل گراؤنڈز پر لیا ہے اور اب اعداد و شمار پیش کر کے اپنے موقف تبدیل کر رہے ہیں ویسے بھی وہ چار سو بیس کی بجائے چار سو اکیس بتا رہے تھے ۔ انہوں نے ایک اسکیم زیادہ کر دی بہر حال ان کی مخالفت پر ہم اعتراض نہیں کرتے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ٹیکنیکل گراؤنڈز پر ہی اپنی وضاحت پیش کریں ۔ بے شک ہم اس پہلو سے اس پر بحث کریں گے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :-

جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں فوری ترقیاتی پروگرام پر آگے چلتا ہوں۔ اس کے علاوہ ہمارے قواعد اجازت دیتے ہیں کہ منسٹر متعلقہ کسی بھی موضوع پر اسمبلی میں بات کر سکتے ہیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :-

(پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ وزیر موصوف اور وہ بھی پارلیمانی امور کے وزیر نے یہ فرمایا کہ انہیں اختیار ہے کہ وہ کسی بھی موضوع پر بات کر سکتے ہیں۔ جناب والا! ہم اس وقت صرف اور صرف تحریک التواء کی بات کرتے ہیں۔ اس اسمبلی کے اندر جتنے اختیارات اور حقوق بحیثیت وزیر ان کو ہیں۔ اپنے ہی اختیارات اور حقوق ایک ممبر کو بھی حاصل ہے۔ وزیر کے لیے یہ کہنا کہ وہ جو کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں میرے خیال میں اس ہاؤس کے قواعد کے مطابق نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :-

وزیر متعلقہ ہاؤس کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :-

جناب اسپیکر اطمئن بھی کر لیں گے۔ کیونکہ آپ دونوں تو ایک

ہیں۔ الگ تو نہیں ہیں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :۔

جناب اسپیکر۔ جہاں تک آپنے فرمایا کہ وزیر متعلقہ ہاؤس کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن میں وزیر موصوف کے اعداد و شمار سے خوش ہوں اور مطمئن ہو گیا ہوں۔ بلوچستان کے عوام کل کے اخبار میں پڑھیں گے زیادہ لوگ مطمئن نہیں ہوں گے۔ انہوں نے مجھے ٹیکنیکل ناک آؤٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن میں ان سے قطعاً اتفاق نہیں کرتا۔ انہوں نے مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ واقعہ حالیہ وقوع پذیر نہیں ہے۔ لیکن دوسری جانب میرے پاس میرے حلقے کے لوگ آئے دن آتے ہیں اور ہر روز مجھے کہتے ہیں کہ آپ کو پچاس لاکھ روپے دیئے ہیں آپ یہ کھا رہے ہیں۔ آپنے ہم سے کہا تھا کہ ہم فلاں اسکیم دیں گے۔ وہ اپنی اسکیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ لہذا میں قطعاً مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔

آپ ایک منٹ بیٹھ جائیں میں ان کی بات سن رہا ہوں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :۔ حاضر! میں ایک منٹ کیلئے بیٹھ جاتا ہوں۔

وزیر قانون پارلیمانی امور :-

مسٹر اسپیکر - شکریہ - فوری ترقیاتی پروگرام کے لیے کل اکیس کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ چالیس میں سے بیالیس ممبر حضرات نے نوسو چونتیس مجموعی اسکیمات کی نشاندہی کی تھی کوئی سولہ کروڑ روپے محکمہ خزانہ نے متعلقہ محکموں کو ان اسکیموں کے لیئے دیئے ہیں جن پہ عملدرآمد کرنا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوری ترقیاتی پروگرام پر پیش رفت تسلی بخش ہے اور متعلقہ محکموں کو رقم پہنچ گئی ہے۔ یہ رقوم پی اینڈ ڈی سے ان کو جا چکی ہے اور ان سے بیشتر اسکیموں کے ٹنڈر ہو چکے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں اس سے نہ صرف معزز رکن کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ بلکہ وہ اپنی تحریک پہ زور نہیں دیں گے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :-

پوائنٹ آف آرڈر، جناب اسپیکر! چونکہ آپنے تحریک التواء پر بحث کی اجازت دیدی ہے میں چاہتا ہوں آپ مجھے بھی بولنے کی اجازت دیں اور میرے پوائنٹ کو سنیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :-

سرور خان صاحب آپ ایک منٹ کیلئے بیٹھ جائیں۔ رئیسانی صاحب۔ کیا آپ

اپنی تحریک التواء پر زور دیں گے ؟

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جی ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں حزب اختلاف کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ لہٰذا میں اپنی تحریک التواء پر زور دیتا ہوں اور مطمئن نہیں ہوں ۔ کیونکہ ہمارے لوگوں کے کام نہیں ہوتے ہیں ۔ میں قطعاً مطمئن نہیں ہوں اور اپنی تحریک پہ زور دیتا ہوں اور گذارش کرتا ہوں کہ میری تحریک التواء کو ایڈمٹ کریں تاکہ ہم اس پہ بحث کریں ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :-

آپ بیٹھ جائیں ۔ میں فیصلہ سناتا ہوں ۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :-

جناب اسپیکر ۔ آپ نے خود اجازت دیدی ہے آپ جانبداری کر رہے ہیں ۔ ذرا تمام بنچز کا خیال رکھیں ۔ حالانکہ میں خود ٹریژری بنچز کا رکن ہوں ۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔

جس وقت اسپیکر بول رہا ہوتا ہے ممبر کو بولنے کی اجازت نہیں۔ دی جاتی ۔ وہ صرف سنتا رہے گا۔ لہٰذا آپ سنیں ۔ کسی پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں آپ بیٹھ جائیں اور میری رولنگ سنیں ۔

"چونکہ تحریک التواء میں ایک معاملہ نہیں بلکہ دو علیحدہ علیحدہ معاملات ہیں سالانہ ترقیاتی پروگرام اور رواں ترقیاتی پروگرام اس مالی سال سے چل رہے ہیں ۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے اور ایسا معاملہ نہیں جو اچانک رونما ہوا ہے ۔ اس لیے یہ حال میں وقوع پذیر ہونے والا معاملہ نہیں نیز یہ کہ کون سے موجودہ پروگراموں پر عملدرآمد نہیں ہورہا ہے ۔ لہٰذا میں اس تحریک التواء کو قاعدہ ۷۲ (ب) اور (ز) کے تحت خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں ۔

مسٹر بشیر مسیح:۔

(پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر میری عرض یہ ہے کہ میں نے کافی دنوں سے ایک تحریک التواء دی ہوئی ہے لیکن اسے سامنے نہیں لایا جا رہا ہے ۔ افسوس کی بات ہے کہ کیوں نہیں لایا جاتا ہے ۔ شاید اسلئے کہ ہم اقلیت میں ہیں ۔ اور ہمیں دوسرے درجے کا شہری سمجھا جاتا ہے ۔ میں تین چار دن سے رو رہا ہوں ۔ جناب والا ! ہمیں دکھایا گیا ہے اس سے

ہمارے مذہب کا تعلق ہے ۔ ہمارے مذہب کے متعلق باتیں کی گئی ہیں ۔ لہٰذا مہربانی کر کے میری تحریک التواء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔ تاکہ ہم اس پر کچھ کریں ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :-

چونکہ وزیر متعلقہ سے آپ کی بات چیت چل رہی تھی اس تحریک التواء پر مزید غور کی ضرورت ہے آپ آپس میں بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکال لیں تو بہتر ہوگا ۔

مسٹر بشیر مسیح :-

جناب والا ! میری وزیر بلدیات سے بات ہوئی لیکن ہماری تسلی نہیں ہوئی جب مجھے ابھی تک تسلی نہیں ہوئی تو میں کسطرح اپنی تحریک التواء واپس لے لوں ۔ یا تو میرے ساتھ بیٹھیں اور میری تسلی کرائیں ۔ ورنہ مجھے بحث کرنے کی اجازت دیں ۔

مولوی عصمت اللہ (وزیر خزانہ)

جناب اسپیکر ! چونکہ بشیر مسیح صاحب نے متعلقہ وزیر کے کہنے پر مذاکرات کے لیے کہا تھا کہ ہم آپس میں بیٹھ کر اپنا نقطہ نظر پیش کر کے کوئی حل نکالیں گے ۔ شاید اس لیے یہ تحریک التواء پیش

نہیں ہوسکی ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:۔

جناب اسپیکر ۔ میں گذارش کروں گا کہ اگر ان کی تسلی نہیں ہوئی تو اگلے سیشن یعنی پندرہ تاریخ کے اجلاس میں یہ پیش کی جاسکے گی ۔

جناب اسپیکر:۔

کیا آپ اپنی تحریک التواء پہ زور دیں گے ؟

مسٹر بشیر مسیح :۔

اگر پندرہ تاریخ کے اجلاس میں پیش میں ہوجائے تو مہربانی ہوگی ۔

غیر سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔

غیر سرکاری کارروائی ۔ قانون سازی ۔ مسٹر محمد سرور خان کاکڑ بلوچستان معدنی مراعات

منسوخی کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۹ء کو پیش کرنے کی اجازت طلب کریں ۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ:۔

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں بلوچستان معدنی مراعات (منسوخی) کے مسودہ قانون مصدرہ ۱۹۸۹ء کو پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔جناب والا! اس بارے میں قائدایوان نے اور وزیر قانون نے مجھ سے ابھی چیمبر میں بات کی ہے اور ہاؤس میں اپنی بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔

سوال یہ ہے کہ ۔کہ مسودہ قانون نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۹۸۹ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون:۔

جناب والا! اس سلسلہ میں گذارش کروں گا کہ ہمارے کیبنٹ کے کولیگ Colleague اور اس ڈیپارٹمنٹ کے انچارج جام یوسف ہیں وہ اس پر وضاحت کردیں جن کا ذکر سرور صاحب نے کیا ہے ۔

جام میر محمد یوسف وزیر صنعت وحرفت:۔

جناب اسپیکر! جسطرح ہمارے اسمبلی کے رکن جناب سرور خان کاکڑ نے اپنے اس بل

کو جو پیش کیا ہے اس سے پیشتر ہم ان سے اس پر گفتگو کر چکے ہیں۔ حکومت بلوچستان اپنی طرف سے ایک بل لانا چاہتی ہے اور خصوصاً یہ بھی ہمارے اس گروپ سے تعلق رکھتے ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ نہ صرف کسی ایک فرد کی ملکیت ہو بلکہ اس سے تمام بلوچستان کے لوگ مستفید ہوں یہ بل ہم اس وقت لائیں گے جب سرور خان کاکڑ اور تمام اسمبلی کے اراکین میں سے ایک کمیٹی میں ارکان منتخب کریں گے۔ اس پر ہم نے کام شروع کر دیا ہے۔ اور ہماری میٹنگز بھی ہو چکی ہیں۔ یہ ہم اپنی طرف سے یقین دہانی کراتے ہیں۔ وہ خود بھی اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے اس کے علاوہ کچھ دوسرے اراکین اسمبلی کو بھی اس میں شامل کریں گے۔ اور ہمیں امید ہے کہ جس طرح وہ آج بل پیش کر چکے ہیں اسے واپس لے لیں۔ بلوچستان حکومت کی طرف سے اور انڈسٹریز کی طرف سے کمیٹی جو مرتب کرے گی اس کی سفارشات کے ساتھ ہم اسمبلی میں پیش کریں گے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ:-

جناب اسپیکر! جیسا کہ ہمارے معزز وزیر صاحب نے ہمیں یقین دہانی کرائی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہاؤس سے باہر بیٹھ کر وہ اس پر متفقہ گفت و شنید کریں گے۔ اور اس کے بعد اس بل کو سرکاری صورت میں اسمبلی میں پیش کریں گے۔ لہذا میں اپنے غیر سرکاری بل کو واپس لیتا ہوں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :۔

جناب والا! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں وہ ایک کمیٹی تشکیل دیں گے جس میں اراکین اسمبلی شامل ہوں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں کہ وہ حزب اختلاف کو نہ بھولیں حزب اختلاف میں سے بھی ایک رکن اس کمیٹی کا ممبر ہونا چاہیئے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :۔

(پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! ۱۵۔ ۲۰ دن پہلے یونیورسٹی بل کا میں نے نوٹس دیا تھا جناب دو مرتبہ غیر سرکاری دن ہونے کے باوجود وہ میرا بل پیش نہیں کیا جاسکا میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں کہ میرا بل کیوں پیش نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔

یونیورسٹی بل جناب اسپیکر صاحب نے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔

ملک محمد سرور خان :۔

جناب والا! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسپیکر صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ مجھ سے بات کرتے

اور مجھے بتا دیتے جبکہ وہ ایک بہت اہم بل ہے ۔ اور لوگوں کی تعلیم پر جو برے اثرات پڑ رہے ہیں ۔ اس کے بارے میں ہم نے ۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :-

اسپیکر صاحب نے اس بارے میں آپ کو ایک خط بھی بھیجا ہے ۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ :-

جناب والا ! آپ سے ایک تو یہ عرض ہے کہ آپ ہمارا مائیک بند نہ کیا کریں ۔ آپ تو جمیعت علماء اسلام کے نمائندے ہیں ۔ آپ تو سارے لوگوں کو جنت میں لے جانے والے ہیں ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :-

سرور خان صاحب آپ بیٹھ جائیں ۔ تشریف رکھیں ۔ متعلقہ وزیر اسلم رئیسانی صاحب کے سوال کا جواب دیں ۔ جو حزب اختلاف کے بارے میں انہوں نے کیا ہے ۔

نواب محمد اسلم رئیسانی :-

جناب والا ! میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ ۔۔۔۔۔

جنابِ ڈپٹی اسپیکر :۔

وزیر متعلقہ آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ آپ ایک مرتبہ ان کا جواب تو سنیں میں نے انہیں ہدایت کی ہے وہ آپ کو جواب دے رہے ہیں۔ نواب اسلم صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے انہیں جواب دینے کے لیے کہا ہے۔

وزیر صنعت و حرفت :۔

جناب والا! اس سے پیشتر میں یہ وضاحت کر دوں گا کہ حکومت کی اپنی ترجیحات ہیں۔ اور وہ اس فیصلے پر سوچے کہ وہ بحیثیت ساتھی جو ہمارے رکن ہیں۔ انہیں ہم یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ ہم ان کی باتوں کو بھی مدنظر رکھیں گے۔ اس کمیٹی میں پیش کریں گے۔

قرارداد :

جنابِ ڈپٹی اسپیکر :۔

مسٹر حسین اشرف اپنی قرارداد نمبر ۲۳ پیش کریں۔

مسٹر حسین اشرف بلوچ :۔

جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے۔ کہ ریسورس ڈویلپمنٹ کارپوریشن (آر۔ڈی۔ سی) سینڈک، آئل اینڈ گیس کارپوریشن (او۔جی۔ڈی۔سی) اور پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن (پی۔ایم۔ ڈی سی) کے زیادہ تر پراجیکٹس صوبہ بلوچستان میں واقع ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان کارپوریشنوں میں بلوچستان کے لوگوں کو روزگار فراہم نہیں کیا جارہا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ جسطرح ریسورس ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے ہیڈکواٹرز بلوچستان منتقل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آئل اینڈ گیس کارپوریشن اور (پی۔ ایم۔ ڈی۔ سی) کے صدر دفاتر بھی صوبہ بلوچستان میں منتقل کئے جائیں تاکہ یہاں کے مقامی لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر آسکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔

قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ :۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ریسورس ڈویلپمنٹ کارپوریشن (آر۔ڈی۔ سی) سینڈک، آئل اینڈ گیس کارپوریشن (او۔ جی۔ ڈی۔ سی) اور پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن (پی۔ ایم۔ ڈی۔ سی) کے زیادہ تر پراجیکٹس صوبہ بلوچستان میں واقع ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان کارپوریشنوں میں

بلوچستان کے لوگوں کو روزگار فراہم نہیں کیا جارہا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ جسطرح ریسورس ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے ہیڈ کواٹرز بلوچستان منتقل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آئل اینڈ گیس کارپوریشن اور (پی۔ ایم۔ ڈی۔ سی) کے صدر دفاتر بھی صوبہ بلوچستان میں منتقل کئے جائیں تاکہ یہاں کے مقامی لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر آسکیں۔

وزیر قانون و پارلمانی امور:-

جناب اسپیکر اس سلسلہ میں ہم ان سے گذارش کرتے ہیں۔ اور ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ بلکہ پچھلے آٹھ نو ماہ سے حکومت کی یہ جدوجہد رہی ہے کہ وہ تمام وفاقی ادارے جو نہ صرف بلوچستان میں ہیں بلکہ دیگر صوبوں میں کام کر رہے ہیں وہ ہمیں ہمارا کوٹہ دیکر یہاں

کے مقامی باشندوں کو نوکریاں فراہم کریں۔ جناب ہم ان کی قرارداد سے اتفاق کرتے ہیں۔ اور میری ایوان سے پُرزور سفارش ہے اس مسئلہ کو زیر غور لایا جائے اور اتفاق رائے سے یہ سفارش وفاقی حکومت کو بھیجی جائے۔ میں بھی آپ کے توسط سے ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ان ہی معاملات کی وجہ سے کئی جگہوں پر مزدور ہڑتال پر ہیں وہ اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ اپنی نوکریاں بھی چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اس قرارداد کو منظور کر کے

وفاقی حکومت کو سفارش کرے ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔

اپنی قرارداد کے بارے میں جناب حسین اشرف مختصر وضاحت فرمائیں ۔

مسٹر حسین اشرف :۔

جناب اسپیکر ! صوبہ بلوچستان ایک معدنی صوبہ ہے اس کی معیشت کا زیادہ تر دارومدار بلوچستان میں پائے جانے والی معدنی دولت پر ہے ۔

۲۔ آج بھی گیس کے سب سے بڑے ذخائر بلوچستان میں واقع ہیں اور اسطرح کوئلہ کرو م ببرائیٹ فلورائیٹ ۔ لوہا زنک ۔ تانبہ ۔ سونا اور دیگر بے شمار معدنیات کے ذخائر بھی بلوچستان میں پائے گئے ہیں یا ان کے پائے جانے کے قوی امکانات موجود ہیں ۔ آج بھی پی ۔ ایم ۔ ڈی سی کے سور ینج شاہرگ ڈگاری کے پراجیکٹس بلوچستان میں واقع ہیں نیز مرکزی حکومت کی عدم توجہی کی بناء پر مچھ کے کوئلے کے کان اور مسلم باغ کے کرو م کے کان ۔ ضلع چاغی کے سنگ مرمر اور سلفر کے کان چند افراد کی ذاتی ملکیت بن کر رہ گئے ہیں ۔ یا ان پر دقیانوسی طریقے سے مائینگ کی جارہی ہے جس سے بلوچستان کے یہ قدرتی وسائل برباد کئے جارہے ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے

کہ پی ۔ ایم ۔ ڈی ۔ سی اور اے جی ڈی سی کے صدر دفاتر بلوچستان میں منتقل کئے جائیں تاکہ وفاق کے یہ ادارے بلوچستان کے معدنی دولت کو آجکل کے جدید اور سائنسی بنیادوں پر مائننگ کی راہ پہ استوار کریں اور بلوچستان کے یہ قدرتی وسائل بربادی سے بچ سکیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :۔

جناب والا ! حکومت کو اس چیز کا بے حد احساس ہے اور اس کے لیے کوشش کر رہی ہے کہ ان اداروں میں بلوچستان کے لوگ ملازم ہوں میری گذارش ہے کہ ہم اس نقطہ نظر سے آگاہ ہیں ممبر صاحب اپنی تقریر مختصر فرمائیں ۔

مسٹر حسین اشرف :۔

جب حکومتی پارٹی میری قرارداد سے آگاہ ہے میں اپنی تقریر کو مختصر کرتا ہوں میری ایوان سے پرزور سفارش ہے کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور فرمائیں شکر ہے یہ معاملہ سب کی سمجھ میں اب آگیا ہے تو اس قرارداد کو منظور فرمایا جائے ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر :۔

سوال یہ ہے کہ کیا حسین اشرف صاحب کی اس قرارداد کو منظور کیا جائے ؟

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔

اب اجلاس کی کارروائی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء صبح گیارہ بجے تک کے لیے ملتوی کیجاتی ہے۔

دوپہر بارہ بجکر پچیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس پندرہ اکتوبر ۱۹۸۹ء یکشنبہ صبح گیارہ بجے تک کے لیے ملتوی ہوگیا۔